جناب اختر راہی ایم اے

علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اور اقبالؒ

ڈاکٹر اقبال مرحوم ایک نامور شاعر اور بلند پایہ مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ فلسفہ کے دقیق النظر عالم بھی تھے۔ انہوں نے زندگی کا ایک حصہ اسلامیات کے مطالعہ میں گزارا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلامی بصیرت عطا کی جو ان کے کلام میں روح کی حیثیت سے جاری وساری ہے۔ ڈاکٹر مرحوم کا دورانِ تعلیم میں فلسفہ کی طرف رجحان زیادہ رہا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفہ میں ایم اے کیا اور بعد ازاں جرمنی سے "فلسفہ عجم" پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر مرحوم نے قدیم وجدید اور مشرق ومغرب کے فلسفیانہ سرمایے پر تنقیدی نظر ڈالی تھی اور فلاسفہ کی این د آں سے باخبر تھے۔

ایک عرصہ ڈاکٹر مرحوم کی توجہ فلاسفہ کے پسندیدہ موضوع "مسئلہ زمان ومکان" پر مرکوز رہی۔ اس سلسلے میں انہوں نے ارسطو اور زینو (Zeno) سے لیکر نیوٹن (Newton) تک کے خیالات پر تحقیقی نظر ڈالی اور ساتھ ہی مسلم مفکرین اور صوفیاء کے خیالات کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ۱۹۲۸ء میں ڈاکٹر مرحوم نے مدراس میں خطبات دئے جو ۱۹۳۰ء میں "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" (Reconstruction of Religious thoughts in Islam) کے نام سے شائع ہوئے۔ ان خطبات کا بیشتر حصہ اسی تصوّر زمان ومکان کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر مرحوم کے ہاں "مسئلہ زمان ومکان" کی جو اہمیت تھی وہ ان کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔

"اسلامی تہذیب کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خالص ذہنی مسائل

ہوں یا مذہبی نفسیات یعنی اعلیٰ تصوف کے مسائل ہوں ۔ سب کا نصب العین اور مقصود یہی ہے کہ لامحدود کو محدود کے اندر سمو لیا جائے ۔ ظاہر ہے کہ جس تہذیب کا یہ مطمح نظر ہو اس میں زمان و مکان کا سوال درحقیقت زندگی اور موت کا سوال ہے ۔ (خطبات "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" ص ۱۸۴)

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے خطبات میں مسلم علماء کے مختلف نظریات اور مکاتب خیال ـــ (Schools of thoughts) کا تنقیدی جائزہ لیا ہے ۔ اشاعرہ معتزلہ وغیرہ سے تفصیلی بحث کی ہے اور خاص کر الاشعری (م) ، ابن حزم (م ۴۵۶ھ) طوسی (م ۶۷۲ھ) اور عراقی (م) کے افکار کو غور و فکر کا موضوع بنایا ہے ۔

ڈاکٹر مرحوم نے معاصر اہل علم سے اس سلسلے میں خاصا استفادہ کیا ۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۲۲ نومبر ۱۹۵۳) سے جو خط کتابت ہوئی " اقبالنامہ " میں درج ہے ۔ مزید براں احباب سے گفتگو اور بات چیت کے ذریعے " تصور زمان و مکان " کو سمجھنے کی کوشش کی ۔ مولانا ظفر علی خانؒ (م ۱۹۵۶) کے بقول علامہ عبداللہ العمادی (م) مشہور مسلم صوفی ابن عربی (م) کے افکار و نظریات کی تدریس کے لئے ان کے ہاں جایا کرتے تھے ۔ (نقوش شخصیات نمبر حصہ دوم ص ۸۲۰)

ڈاکٹر صاحب نے خطبات مدراس کے دوران میں سید انور شاہ کاشمیریؒ سے بھی استفادہ کیا تھا ۔ اور اس استفادے کا اندازہ شاہ صاحب کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے کہ " مجھ سے جتنا استفادہ ڈاکٹر اقبال نے کیا ہے کسی مولوی نے نہیں کیا ۔" [انوار الوری ۔ (محمد انوری مرحوم) ص ۱۰۴]

مولانا انور شاہ کاشمیریؒ اور ڈاکٹر اقبال مرحوم کی پہلی ملاقات ۱۹۲۱ء میں ہوئی تھی ۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی رقمطراز ہیں :-

" جمعیت علمائے ہند کا ایک عظیم الشان جلسہ ۱۹۲۱ء میں لاہور میں منعقد ہوا جس کے روح رواں ہمارے ہر دلعزیز مرحوم مولوی عبدالقادر قصوری تھے ـــ راقم (ڈاکٹر عبداللہ چغتائی صاحب) نے اتنے علماء دین کا مجمع پھر کبھی نہیں دیکھا ۔ میرا خیال ہے کہ کم سے کم ہندوپاکستان کی تاریخ میں اتنا بڑا جلسہ اس کے بعد نہیں ہوا حسن اتفاق سے اس جلسہ میں راقم (عبداللہ چغتائی صاحب) کی معرفت علامہ اقبال کا تعارف حضرت انور شاہ اعلی اللہ مقامہ سے پہلی مرتبہ ہوا تھا ـــ

(روزنامہ " نوائے وقت " راولپنڈی ۱۹ رمئی ۱۹۶۶ء ص ۱)

اس کے بعد علامہ انور شاہ صاحب انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۹۲۵ء میں لاہور تشریف لائے۔ انجمن خدام الدین کے روح رواں شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم (م ۱۳۸۱ھ) تھے اس انجمن کے سالانہ جلسہ میں علامہ انور شاہ کے علاوہ حبیب الرحمٰن عثمانی (م) مولانا شبیر احمد عثمانی (م ۱۹۴۹ء) اور مفتی عزیز الرحمٰن وغیرہ بھی شریک تھے۔ جب علامہ اقبال کو ان حضرات کی آمد کے بارے میں معلوم ہوا تو علامہ نے شاہ صاحب کو دعوتِ طعام دی۔ رقعۂ دعوت درج ہے:

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ـــــ مجھے ماسٹر عبداللہ سے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسہ میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے۔ میں اسے اپنی سعادت تصوّر کروں گا۔ اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں۔ جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب، قبلہ عثمانی صاحب، حضرت مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں بھی یہی التماس ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لئے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔ (اقبال نامہ حصہ اوّل ص ۳۵)

مخلص

محمد اقبال

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی علامہ انور شاہ صاحب کیساتھ یہ عقیدت درحقیقت شاہ صاحب کے فضل و کمال کی تائید ہے۔ ڈاکٹر مرحوم جو مسئلہ زمان میں مغربی فلاسفہ کے افکار سے مطمئن نہ تھے۔ جب علامہ انور شاہ نے حدوث عالم کے مسئلہ پر منظوم رسالہ "ضرب الخاتم علی حدوث العالم" لکھا تو اس کا ایک نسخہ ڈاکٹر اقبال کو بھی ارسال کیا تھا۔ اگرچہ یہ ایک چند ورقی منظوم رسالہ تھا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب جیسے عالم و فاضل کے لئے یہ کتابچہ خوانِ جواہر سے کسی طور کم نہ تھا۔ شاہ صاحب نے اس رسالے میں حدوث عالم پر ایسے دلائل و براہین پیش کئے ہیں کہ یہ ادق مسئلہ پانی ہوگیا۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے سید سلیمان ندوی مرحوم کو اس رسالے کے بارے میں لکھا کہ مسئلہ حدوث پر حضرت شاہ صاحب کی کتاب نے میرے ذہن و فکر کی گرہیں کھول دی ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کے نامور شاگرد مولانا سعید احمد اکبر آبادی صدر شعبہ دینیات علی گڑھ یونیورسٹی رقمطراز ہیں:

"ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ میں تو مولانا انور شاہ صاحب

کا رسالہ پڑھ کر دنگ رہ گیا ہوں کہ رات دن قال اللہ وقال الرسول سے واسطہ رکھنے کے باوجود فلسفہ میں بھی ان کو اس درجہ درک و بصیرت اور اس کے مسائل پر اس قدر گہری نگاہ ہے کہ حدوث عالم پر اس رسالہ میں انہوں نے جو کچھ لکھ دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ آج یورپ کا بڑے سے بڑا فلسفی بھی اس مسئلہ پر اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ (حیات انور مضمون مولانا سعید اکبر آبادی)

مولانا اکبر آبادی رقمطراز ہیں کہ انہوں (ڈاکٹر اقبالؒ) نے چند اشعار کی تشریح مولانا انور شاہ صاحب سے کرائی۔ انور شاہ صاحب نے فارسی مکتوب ان کے ہاتھ ہی ڈاکٹر صاحب کو لکھا۔ مسئلہ زمان پر ڈاکٹر صاحب کو سید انور شاہ صاحب نے ایک مخطوطہ دیا تھا۔ جسے ڈاکٹر صاحب نے عراقی کی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۹۲۸ء میں اورینٹل کانفرنس لاہور کے اجلاس میں ڈاکٹر اقبال نے خطبۂ صدارت دیا جس میں انہوں نے کہا:

"مشہور حدیث لاتسبوا الدھر فان الدھر ھو اللہ میں دھر بمعنی TIME کا جو لفظ آیا ہے، اس کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب سے جو دنیائے اسلام کے جید ترین محدثین وقت میں سے ہیں۔ میری خط وکتابت ہوئی۔ اس مراسلت کے دوران میں مولانا موصوف نے مجھے اس مخطوطے کیطرف رجوع کرایا اور بعد ازاں میری درخواست پر از راہ عنایت مجھے اس کی ایک نقل ارسال کی۔ یہ معاملہ مشکوک ہے کہ اس کتابچے کا مصنف کون ہے؟ حاجی خلیفہ نے اسے شیخ محمود کسی بزرگ کی تصنیف بتایا ہے۔ لیکن اس کا سراغ مجھ کو اسلام کے علم اسماء الرجال کی فہرست میں نہیں لگا۔ (انوار اقبال صہ ۲۴۸)

ڈاکٹر مرحوم کی نظر میں انور شاہ صاحب کو جو مقام حاصل تھا وہ خط کشیدہ جملوں سے عیاں ہے۔ علامہ نے جس خط وکتابت کا حوالہ دیا ہے، افسوس! اس خط وکتابت کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے۔ مولانا ادریس سکروڈوی مرحوم جو انور شاہ صاحب کے خادم خاص تھے۔ کہتے تھے کہ "دس بارہ خطوط ڈاکٹر صاحب کے اور حضرت شاہ صاحب کیطرف سے ان کے جوابات کی نقل ان کے پاس محفوظ تھی۔ لیکن ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں دہلی میں ضائع ہوگئی۔ (مکتوب سید انظر شاہ قیصر بنام مدیر الحق ص۱)

متذکرۃ الصدر مخطوطے نے اقبال مرحوم کو تحقیق و تفحص کا ایک نیا میدان مہیا کر دیا تھا۔

چنانچہ حضرت انور شاہ صاحب کی وفات (۲۹ مئی ۱۹۳۳ء) کے بعد ۸ اگست ۱۹۳۳ء کے خط میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ) کو لکھتے ہیں :

"حضرات صوفیاء میں سے اگر کسی بزرگ نے حقیقت زماں پر بحث کی ہے تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے عراقی کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا۔ اس کا نام "درایۃ الزمان" ہے۔ جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے۔ چونکہ بہت مختصر ہے۔ اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔" (اقبال نامہ حصہ اول ص۵۵)

علامہ اقبال شیخ ابن عربی (م) کے خیالات مسئلہ زمان و مکان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے اور پیر صاحب موصوف کے ہاں باقاعدہ فصوص الحکم کا درس ہوتا تھا۔ اسی سلسلۂ بیان میں انہوں نے مولانا سید انور شاہ صاحب کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کی ایک خواہش علامہ اقبال شاہ صاحب کے وجود کو اس قدر قیمتی خیال کرتے تھے۔ کہ چاہتے تھے کہ شاہ صاحب مستقل طور پر لاہور آجائیں۔ بدنام زمانہ رولٹ بل (۱۹۱۹ء) کے بعد لاہور کی سیاسی فضا متلاطم رہنے لگی۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیا جاتا تھا۔ اور سیاسی جلسے مسجد میں ہوتے رہتے تھے۔ چنانچہ حکومت برطانیہ نے شاہی مسجد بند کر دی تھی۔ مسجد کی مسند خطابت خالی ہوگئی تھی۔ اور انجمن اسلامیہ کے سامنے یہ مسئلہ تھا۔ علامہ اقبالؒ کے ذہن میں موزوں ترین آدمی انور شاہ صاحب ہی تھے۔

۱۹۲۶ء میں مدرسۃ العلوم دیوبند کے اندرونی حالات نے ایسی صورت اختیار کر لی جنکی بدولت علامہ انور شاہ صاحب نے دار العلوم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مولانا عبد الحنان ہزاروی مرحوم جو ان دنوں آسٹریلیا مسجد لاہور میں خطیب تھے انہیں ڈاکٹر اقبال مرحوم نے دیوبند اس مقصد کے لئے بھیجا کہ وہ شاہ صاحب کو لاہور آنے کے لئے آمادہ کریں۔ لیکن ان سے پہلے گجرات کاٹھیاواڑ کے مخیر حضرات نے ڈابھیل میں ایک دار العلوم قائم کر کے شاہ صاحب کو وہاں بلا لیا۔ اور یوں ڈاکٹر صاحب کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے انجمن اسلامیہ کی حمایت اسلام دونوں سے معاملہ فہمی کر لی تھی کہ شاہ صاحب اسلامیہ کالج میں علوم اسلامیہ کے سربراہ اور شاہی مسجد کے خطیب ہوں گے مگر کلک قدرت کچھ اور ہی تحریر کر رہا تھا۔

اگر شاہ صاحب لاہور تشریف لے آتے تو ڈاکٹر اقبال مرحوم کی دیرینہ خواہش "فقہ اسلامی کی تشکیل جدید" کسی قدر پوری ہو جاتی۔

ڈاکٹر اقبال اور قادیانیت حضرت شاہ صاحب کی زندگی کا ایک مقصد مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل خیالات اور اس کے اکاذیب کو عوام پر عیاں کرنا تھا۔ نیز علمی سطح پر قادیانی گروہ نے جو وسوسے اور شبہات پیدا کئے ہیں ان کا جائزہ لینا تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب نے نزول مسیحؑ اور ختم نبوت پر چند جامع اور مختصر کتابیں رقم کیں۔ جو اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر مرحوم بھی قادیانیت کے بارے میں ایک عرصہ سے اٹھتے ہوئے ہنگامے دیکھ رہے تھے اور ان کی تہہ میں کارفرما عوامل پر غور کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی گہرے غور و فکر کا نتیجہ ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء کے اس طویل بیان میں سامنے آیا جو زمیندار اور احسان میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے علامہ انور شاہ صاحب سے قادیانیت کے بارے میں استفادہ کیا تھا۔ اور ان کا یہ بیان شاہ صاحب کے افکار کو نہایت اعلیٰ صورت میں پیش کرتا ہے۔

شاہ صاحب کی وفات ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کو شاہ صاحب کا انتقال ہوا تو اہل لاہور نے برکت علی اسلامیہ ہال میں تعزیتی جلسہ منعقد کیا جس میں ڈاکٹر صاحب نے تقریر کی اور اختتام اپنے اس مشہور شعر پر کیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ڈاکٹر صاحب کی یہ تقریر "تریاق" لاہور اور "مساوات" امرتسر میں شائع ہوئی تھی۔

دیانتداری اور خدمت ہمارا شعار ہے

نوشہرہ فلور ملز لمیٹڈ نوشہرہ اپنے ان ہزاروں کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارا

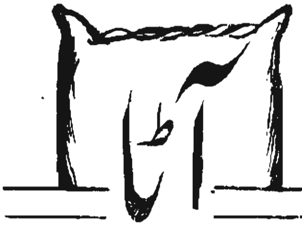

پستول مارکہ

پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔
ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے جسے آپ بہترین پائیں گے۔

نوشہرہ فلور ملز جی۔ ٹی روڈ نوشہرہ۔ فون نمبر 126